برصغیر اور عرب ممالک میں طبع شدہ مصاحف کا رسم الخط
علمی وتقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن پاک سے پہلے جتنی کتابیں نازل ہوئیں ان کی حفاظت ان امتوں کے اہل علم کے سپرد تھی، مگر قرآن پاک وہ عظیم الشان اور آخری آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ﴾ الحجر/9۔

قرآن پاک کے نزول سے لیکر آج تک جو اس عظیم کتاب پر تحقیقی اور علمی کام ہوا ہے اور ہر دور میں جو بے شمار حفاظ، قراء اور مفسرین گذرے ہیں وہ اس حفاظت ایزدی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہے کہ ان کے پاس جو قرآن پاک ہے یہ بعینہ اُس قرآن پاک کے مطابق ہے لفظاً لفظاً وحرفاً حرفاً جسے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے تیار کیا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ قرآن پاک حضور اکرم ﷺ کی نگرانی میں اِس قدر محبت واخلاص کے ساتھ تیار کیا تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ایسا دوام اور شرف قبولیت بخشا کہ آج چودہ سو سال گذر جانے کے باوجود ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک ایک لفظ کا رسم الخط نہ صرف کتابوں میں محفوظ ہے بلکہ عالم اسلام میں طبع شدہ مصاحف کی شکل میں بھی محفوظ ہے، جسے "رسم عثمانی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآنی آیات وقراءات میں اختلاف نے اس قدر شدت سے سر اٹھایا کہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے، اس اختلاف کو ختم کرنے کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد نبوت میں لکھے جانے والے قرآن پاک کو سامنے رکھ کر بہت سے قرآنی نسخے تیار کرائے، جن کی تعداد میں اختلاف ہے، مگر محققین اہل علم کے نزدیک انکی تعداد چھ ہے، جو مختلف علمی مراکز میں اس طرح ارسال کیئے گئے کہ ہر ایک قرآنی نسخے

کے ساتھ ایک ایک ماہر قاری بھی روانہ کیا گیا تاکہ کتاب اور استاذ دونوں کی مدد سے ایسے حفاظ اور قاری تیار ہوں جو علم و عمل دونوں کے پیکر ہوں۔ (المقنع ص:9، الوسیلة ص:75، سفیر العالمین 31/1)

چنانچہ ایک نسخہ دمشق اور ایک نسخہ مکہ مکرمہ اور دو نسخے عراق (کوفہ اور بصرہ) روانہ کئے گئے اور دو نسخے مدینہ منورہ کے لئے تیار کیے گئے ان میں سے ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذاتی استعمال کے لیے تھا جو "مصحف مدنی خاص" کے نام جانا جاتا ہے، اور دوسرا "مصحف مدنی عام" کے نام سے مشہور ہوا، اور دمشق والا "مصحف شامی" مکہ مکرمہ والا "مصحف مکی" کوفہ والا "مصحف کوفی" اور بصرہ والا "مصحف بصری" کے نام سے مشہور ہوا۔

یہ چھ عدد قرآنی نسخے "مصاحف عثمانیہ" کے نام سے مشہور ہیں، وہ تمام روایات جو علمِ رسم کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں خواہ وہ امام دانی (وفات:444ھ) کی کتاب (المقنع) میں ہوں، یا امام ابوداؤد (وفات:496ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب (مختصر التبیین لھجاء التنزیل) میں، یہ تمام کی تمام روایات انھی "مصاحف عثمانیہ" سے ہیں۔

اِن مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط "رسم عثمانی" کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور یہی رسم عثمانی قراءاتِ متواترہ کی بنیاد اور اصل ہے، علماءِ قراءات کے نزدیک کسی متواتر قراءت کے ثبوت کے لیے جن تین بنیادی شرائط کا ہونا ضروری ہے ان میں رسم عثمانی کی مطابقت اور موافقت بھی شامل ہے تحقیقی ہو یا تقدیری یعنی حقیقی ہو یا احتمالی۔

اِن مصاحف عثمانیہ میں لکھے جانے والے قرآنی کلمات نقطوں یا اعرابی حرکات سے یکسر خالی تھے تاکہ لکھی ہوئی آیات کو زیادہ سے زیادہ قراءاتِ متواترہ کے مطابق پڑھا جاسکے، ہاں البتہ وہ اختلافی قراءات جو ایک مصحف میں دونوں طرح نہیں آسکتی تھیں انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف مصاحف میں اس طرح لکھوایا کہ ایک قراءت بعض مصاحف میں، تو دوسری قراءت بعض دوسرے مصاحف میں آجائے، جیسے سورۂ بقرہ (آیت/132) میں ﴿ووصّی﴾ مکی اور عراقی مصاحف میں اور ﴿ وأوصی ﴾ باقی مصاحف میں، اور سورہ توبہ (آیت/100) میں ﴿ مِنْ تحتها ﴾ میں ﴿ مِنْ ﴾ کے اضافے کے ساتھ مصحف مکی میں اور بغیر ﴿ مِنْ ﴾ کے باقی مصاحف میں، اسی طرح سورۂ آل عمران (آیت/133) میں ﴿ سارعوا ﴾ شامی اور مدنی مصاحف میں اور ﴿ وسارعوا ﴾ ﴿ و ﴾ کے اضافے کے ساتھ باقی مصاحف میں۔

اِن مذکورہ بالا رسم کے اختلافات میں آپ مصحف کوفی کے پابند ہونگے اگر آپکا مصحف روایتِ حفص میں ہے اور مصحف مدنی کے پابند ہونگے اگر آپ کا مصحف روایتِ قالون یا روایت ورش میں ہے، او[illegible] بصری کے پابند ہونگے اگر آپکا مصحف روایتِ دوری بصری میں ہے۔ (النشر 7/1، الاتقان 393/2).

اور اِن مصاحف عثمانیہ میں کچھ کلمات میں حذف واثبات کا اختلاف ہے، یعنی کسی مصحف میں ایک قرآنی کلمے کا الف محذوف ہے، تو کسی دوسرے مصحف میں یہی الف ثابت بھی ہے، ایسے کلمات کی بے شمار مثالیں ہیں جو امام دانی اور

اور امام ابوداؤد وغیرہ نے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں۔

ایسی مذکورہ بالا صورت میں آپ دونوں میں سے کسی بھی ایک کے مطابق قرآن پاک لکھ اور چھاپ سکتے ہیں۔

امام خراز کے مندرجہ ذیل اشعار کی شرح میں علامہ ابن آجطا فرماتے ہیں:

.... وفی العظام عنهما فی المؤمنین

وغیر أول بتنریل أتین کلا والأعناب بغیر الأولین

لكن عظامه له بالألف وكل ذلك بحذف المنصف

"فخرج من هذا أن ..... عن أئمهم" جس کا مفہوم اردو میں یہ ہے کہ:

"تو اِس سے پتہ چلا کہ لفظ ﴿العظام﴾ اور لفظ ﴿أعناب﴾ ان ائمہ رسم: امام دانی، امام ابوداود، اور (منصف) کے مصنف امام ابوالحسن البلنسی (وفات بعد: 567ھ) کے نزدیک انکے مذہب اور انکی بیان کردہ اُن روایات کے مطابق ہیں جو انہوں نے اپنے شیوخ یا پھر عثمانی مصاحف سے نقل کی ہیں، ان حضرات کے مذہب اور بیان کردہ روایات کے مطابق ان دونوں مذکورہ لفظوں ﴿العظام﴾ اور ﴿أعناب﴾ میں الف کے حذف و اثبات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور پھر انہوں نے اسکی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ امام بلنسی اِن دونوں لفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ امام دانی ان مذکورہ لفظوں میں اثبات الف کے قائل ہیں ماسوائے اُن دو لفظوں کے جو سورہ مؤمنون (آیت/14) میں واقع ہوئے ہیں، امام دانی نے صرف اِس لفظ ﴿العظام﴾ سے الف حذف کیا ہے جو مذکورہ آیت میں دو مرتبہ آیا ہے، جبکہ امام ابوداؤد اِن دو لفظوں ﴿العظام﴾ اور ﴿أعناب﴾ کے تمام مواقع میں حذف الف کے قائل ہیں، ماسوائے چار کلمات کے، دو ﴿العظام﴾ اور دو پہلے والے ﴿أعناب﴾ ہیں۔(التبیان فی شرح مورد الظمآن شرح البیت 121-123). چنانچہ مصاحف مغاربہ بلنسی کے مذہب کے مطابق اور مصاحف مشارقہ ابوداؤد کے مذہب کے مطابق اور برصغیر اور لیبیا کے مصاحف دانی کے مذہب کے مطابق چھپے ہوئے ہیں۔

اور ان مصاحف عثمانیہ میں اکثر و بیشتر ایسے کلمات ہیں جن کے رسم الخط میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ وہ تمام مصاحف میں ایک ہی رسم الخط کے ساتھ لکھے گئے ہیں، اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ ایسے کلمات کو قرآن پاک لکھتے یا چھاپتے وقت مذکورہ بالا رسم الخط کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے اور اسمیں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، چاہے آپ کا مصحف کسی بھی روایت یا قراءت میں ہو۔ (البرهان 13/2، الاتقان 2199/6).

اختلافی کلمات اور مذاہب رسم:......وہ اختلافی کلمات جن کا رسم الخط مصاحف عثمانیہ میں مختلف ہے وہ ہزاروں میں نہیں بلکہ صرف سینکڑوں میں ہیں، ان کلمات کو لکھنے یا چھاپنے کے لیے علمائے رسم کے چار مذاہب اور مدارس (سکول آف تھاٹ) ہیں۔

1۔ پہلا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو (مدرسة المشارقة) کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کے مطابق مصر، سعودی عرب ،شام، عراق اور کچھ دیگر عرب ممالک میں روایتِ حفص یا روایت دوری بصری کے مطابق قرآن پاک چھپ رہے ہیں۔

اِس مدرسے میں اختلافی قرآنی کلمات میں اکثر و بیشتر امام ابوداؤد (وفات: 496ھ) کی ترجیحات پر عمل کیا جاتا ہے، جو انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب (مختصر التبیین لهجاء التنزیل) میں بیان کی ہیں، کچھ مسائل وکلمات ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں امام ابوداؤد نے اپنی اِس کتاب میں نہ تو کسی روایت کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے، ایسے تمام قرآنی کلمات میں (مدرسه المشارقة) میں جو رائے اختیار کی گئی ہے وہ ہے اثبات الف کی ہے جو کہ قیاسی رسم الخط کے بھی عین مطابق ہے۔

اِس منہج کو سب سے پہلے امام خرّاز (وفات: 718ھ) نے اپنے مشہور زمانہ کتاب (مورد الظمآن) میں بیان کیا اور پھر اس کے بیشتر شرّاح نے بھی ان سے اتفاق کیا ہے، اور اِس منہج کو جنہوں نے عملی جامہ پہنایا، وہ ہیں مصر کے مشہور عالم وقاری شیخ رضوان مخللاتی (وفات: 1311ھ)۔(انظر التعريف بمصحف المدينه برواية حفص)

2۔ دوسرا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جسے علماءِ رسم (مدرسة المغاربة) کا نام دیتے ہیں، جس کے مطابق صدیوں سے مراکش، جزائر، تیونس اور کچھ افریقی ممالک میں روایتِ قالون اور روایتِ ورش میں قرآن پاک لکھے اور چھاپے جاتے رہے اور چھاپے جا رہے ہیں۔

اِس مدرسے میں بھی اختلافی قرآنی کلمات میں اکثر و بیشتر امام ابوداؤد ہی کی ترجیحات پر عمل کیا جاتا ہے، ان کا سابقہ مدرسہ سے اختلاف صرف چند قرآنی کلمات میں ہے، جن میں سے بیشتر کا تعلق اُن کلمات سے ہے جن کے بارے میں امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں سکوت اور خاموشی اختیار کی ہوئی ہے، اِس مدرسہ میں ایسے قرآنی کلمات میں اثبات کے بجائے امام ابوالحسن البلنسی (وفات بعد: 567ھ) کی ترجیحات و اطلاقات کے روشنی میں حذف کو اختیار کیا گیا ہے۔

(انظر التعريف بمصحف المدينه بروايتي قالون وورش)

میں یہاں بطورِ مثال صرف ان آیات کا ذکر کروں گا جن میں لفظ ﴿عظام﴾ آتا ہے، وہ تمام تیرہ (13) آیات ہیں، امام ابوداؤد نے اپنی کتاب (مختصر التبيين) میں ان تمام آیات میں "ظاء" کے بعد والا الف محذوف کرنے کی روایت بیان کی ہے، ماسوائے سورہ بقرہ اور سورہ القیامۃ کے، سورہ بقرہ میں خاموشی اختیار کی ہے، جبکہ سورہ القیامۃ میں اثبات الف کی روایت نقل فرمائی ہے۔

اب سورہ بقرہ والی آیت میں (مدرسة المشارقة) اور (مدرسة المغاربة) میں اختلاف ہے، مشارقہ اسے اپنے منہج اور اصول کے مطابق اثبات الف کے ساتھ لکھتے ہیں، جبکہ مغاربہ اسے اپنے منہج اور اصول کے مطابق حذف الف کے ساتھ لکھتے ہیں اس لیے کہ امام ابوالحسن البلنسی کے نزدیک اس کا الف محذوف ہے۔

اسی طرح وہ افعال یا اسماء جو تثنیہ کے صیغوں کے زمرے میں آتے ہیں ان کا وہ الف جو غیر متطرف ہے اس میں بھی اختلاف ہے، مشارقہ کے مصاحف میں امام ابوداؤد کے اختیار اور ترجیح کے مطابق تثنیہ کا الف ثابت ہے، سوائے چار صیغوں کے جن میں مشارقہ نے علامہ ابن عاشر (وفات: 1040ھ) کی ترجیحات کے مطابق الف کو حذف کیا ہے، جبکہ مغاربہ کے مصاحف میں یہ الف تمام الفاظ تثنیہ میں محذوف ہے، صرف ﴿تکذبان﴾ میں ثابت ہے، یہ مذہب انہوں نے امام دانی کی کتاب (المقنع) سے لیا ہے، برصغیر پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں بھی تثنیہ کے ان تمام الفاظ کے غیر متطرف الف امام دانی کے مذہب کے مطابق محذوف ہیں، حتی کہ ﴿تکذبان﴾ میں بھی محذوف ہے۔(مختصر التبیین 188/2، المقنع ص:17، نثر المرجان 31/1)

اسی طرح لفظ "برکت" سے مشتق تمام الفاظ کے الف مصاحف مشارقہ میں کہیں محذوف تو کہیں ثابت ہیں، جبکہ مغاربہ اور پاک وہند کے مصاحف میں یہ الف اِن تمام الفاظ میں امام دانی کے مذہب مطابق محذوف ہیں، اس کی مثالیں ہیں ﴿مبارك﴾ اور ﴿مباركا﴾ اور ﴿تبارك﴾ وغیرہ۔(سفیر العالمین 117/1۔118، مشارقة اور مغاربة کے مابین اختلافی کلمات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے راقم کا عربی مضمون جس کا عنوان ہے: ظواهر الرسم المختلف فيها بين مصاحف المشارقة ومصاحف المغاربة المعاصرة: عرض وتأصيل، مجلة تبيان للدراسات القرآنية، الرياض جو انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہے)۔

3۔ تیسرا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو امام دانی (وفات: 444ھ) کی کتاب (المقنع) سے لیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ وہ الفاظ اور قرآنی کلمات جن کا ذکر آپ نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ ان کے مذہب کے مطابق یا اُن کے کسی قول کے مطابق لکھے جائیں اور جن کلمات والفاظ کا آپ نے ذکر نہیں کیا یا ان کا ذکر کرنا بوجہ اختصار ضروری نہیں سمجھا، تو انہیں اصل اور قیاسی رسم الخط کے مطابق الف کے اثبات کے ساتھ لکھا جائے، اسی منہج کو امام شاطبی نے اپنی کتاب (العقیلة) اور امام خرّاز نے اپنی کتاب (مورد الظمآن) میں لکھا ہے اور ان دونوں کتابوں کے تمام شرّاح نے بھی اس منہج پر ان سے اتفاق کیا ہے۔(ارشاد القراء والکاتبین للمخللاتی 275/1، 331 وسفیر العالمین 116/1، اور مزید تفصیل کے لیئے ملاحظہ کیجئے راقم کا عربی مضمون جس کا عنوان ہے: (حكم الألفات التي سكت عنها الامام الداني في كتابه المقنع: دراسة منهجية)، مجلة البحوث والدراسات القرآنية الصادرة عن مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية، العدد الثالث عشر، 1435 للهجرة جو انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہے)۔

اسی منہج کے عین مطابق لیبیا میں 1989م میں روایتِ قالون کے مطابق قرآن پاک چھاپا گیا اور اسی منہج کے مطابق پاک وہند میں بھی قرآن پاک چھاپے گئے، سوائے اُن چند کلمات کے جو امام شاطبی اور دیگر علماء رسم کی رائے کے مطابق لکھے گئے ہیں، جن میں جمع مذکر سالم کے وہ الفاظ بھی شامل ہیں جو قرآن پاک میں ایک یا دو مرتبہ آئے ہیں، جن

کے بارے میں خود امام دانی سے بعض متاخرین کی روایت ہے کہ وہ اِن الفاظ میں قلیل الدور ہونے کی وجہ سے اثبات الف کے قائل ہیں۔(الجامع لابن وثیق ص:39،سفیر العالمین 75/1). یہی وجہ ہے کہ پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں ایسے جمع مذکر سالم کے تمام کلمات میں الف ثابت ہیں، خصوصاً قدیم مصاحف میں اس کی پابندی زیادہ ہے بنسبت جدید مصاحف کے جو انجمن حمایت اسلام کے مصحف کے بعد چھاپے گئے ہیں۔

4۔چوتھا اور آخری مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو امام شاطبی (وفات:590ھ) کی کتاب (عقیلة أتراب القصائد) سے لیا گیا ہے جو کہ سابقہ امام دانی کے مذہب سے چنداں مختلف نہیں، کیونکہ امام شاطبی نے اپنی اِس کتاب میں امام دانی ہی کتاب (المقنع) کو اپنے نپے تلے اشعار کی بدولت دریا کو کوزے میں بند کیا ہے،مگر گنتی کے چند الفاظ ہیں جن میں امام شاطبی نے امام دانی سے اختلاف کیا ہے،ایسے تمام الفاظ میں برصغیر پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی کے بجائے امام شاطبی کی رائے پر عمل کیا گیا ہے، میں اس کی وضاحت صرف دو مثالوں سے بیان کرنا چاہتا ہوں:

☆پہلی مثال ہے سورہ شوریٰ (آیت/22) میں ﴿روضات الجنات﴾ کے دونوں لفظ جو کہ جمع مؤنث سالم کے صیغے ہیں، امام دانی اور امام ابوداؤد کے بیان کردہ قواعد رسم کے مطابق اِن دونوں الفاظ کے الف محذوف ہونے چاہیے، مگر اِن دونوں کے الف مشارقہ، مغاربہ اور لیبیا کے مصاحف میں ثابت ہیں، اس لیے کہ شیخین (دانی اور ابوداؤد) نے ان دونوں لفظوں میں اثبات الف نقل کیا ہے، مگر امام شاطبی نے جمع مؤنث سالم کا قاعدہ بیان کرتے وقت اِن دونوں الفاظ کو عام قاعدے سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا گویا اِن دونوں الفاظ کے الف امام شاطبی کے نزدیک قاعدہ مذکورہ کے مطابق محذوف ہی ٹھہریں گے۔(المقنع ص:23،مختصر التبيين 1090/4، سفير العالمين 87/1).

یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی کے بجائے امام شاطبی کی ترجیحات پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں الفاظ میں الف کو محذوف رکھا گیا ہے۔

☆دوسری مثال لفظ ﴿عـالِم﴾ کی ہے جس کے بارے میں امام دانی نے لکھا ہے کہ صرف سورۃ سبأ میں (آیت/3) اس کا الف محذوف ہے، باقی گیارہ الفاظ میں الف ثابت ہے، چنانچہ مصحف لیبی میں اسی پر عمل کیا گیا ہے، مگر امام شاطبی نے اپنی نظم (العقيلة) میں لفظ ﴿عـالِم﴾ میں مطلقاً الف کو محذوف قرار دیا ہے، چاہے وہ سورہ سبأ میں ہو یا کسی اور سورت میں۔(المقنع ص:89، مختصر التبيين 494/3،العقيلة ص:14).

یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی کے بجائے امام شاطبی کی ترجیحات پر عمل کرتے ہوئے تمام الفاظ ﴿عالِم﴾ میں الف کو محذوف رکھا گیا ہے، جو کہ قرآن پاک میں بارہ مرتبہ آیا ہے۔

اسی طرح کچھ اور کلمات ہیں جن میں قراءات متواترہ کا خیال رکھتے ہوئے امام دانی اور امام شاطبی کی رائے کے برعکس چند دیگر علماء رسم کی رائے کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاک وہند کے مصاحف میں ایسا رسم اختیار کیا گیا ہے، جس سے

مختلف قراءات اخذ کی جا سکیں، اس کی بے شمار مثالیں ہیں جو میں نے اپنے عربی مضمون (رسم مصحف مطبعة تاج: دراسة نـــقـــدية مـــقـــارنة) میں تفصیل سے ذکر کی ہیں، جو شاہ فہد قرآن کمپلیکس (مدینہ منورہ) سے شائع ہو چکا ہے، جو انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہے۔

یہاں میں صرف ایک مثال بیان کروں گا وہ ہے لفظ ﴿أفـئـدة﴾، جو کہ قرآن پاک میں (11) مرتبہ آیا ہے، تمام جگہ میں فاء کے بعد والا ہمزہ بغیر کرسی (یاء کے شوشے) کے لکھا گیا ہے، مگر صرف سورہ ابراہیم (آیت/37) میں (أفئدة من الناس) میں برصغیر کے مطبوعہ مصاحف میں یاء کے شوشے کے اوپر ہمزہ لکھا گیا ہے، اس لئے کہ اس میں ہشام (عن ابن عامر الشامی) کی قراءت ہے، جس میں وہ ہمزہ کے بعد یاء کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔ (نثر المرجان 365/3، ارشاد القراء والکاتبین 483/1)۔

اِن مندرجہ بالا گذارشات کے بعد ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پاک و ہند میں چھپنے والے تمام قرآن پاک امام دانی کی کتاب (المقنع) اور امام شاطبی کی کتاب (العقیلة) کے تقریباً 97%-98 مطابق ہیں۔ (ملاحظہ فرمایئے رسم مـصـحف مـطـبعة تـاج: دراسة نـقـدية مقارنة ـ ضمن بحوث ندوة طباعة القرآن الكريم ونشره بين الواقع والمأمول ـ جلد نمبر 3 (1213ـ1307)۔

برصغیر کے علماء واکابرین نے قرآنی رسم الخط میں ایسا علمی اور مدلل منہج اپنایا ہے جو کہ صدیوں سے چلا آرہا ہے جس میں قرآن پاک کے ہر ہر لفظ کو علماء رسم کے اقوال کی روشنی میں انتہائی احتیاط سے لکھا گیا ہے، جو کہ ایک لائق تحسین اور مبارک عمل ہے، ہمیں اِن کی کوششوں اور کاوشوں کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے بلکہ اِس رسم الخط کی حفاظت بھی کرنی چاہیے جسے انھوں نے انتھک محنت واخلاص سے صدیوں سے اپنایا ہوا ہے ۔

باقی کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کی تعداد 15-20 ہے، جو برصغیر کے مصاحف میں امام دانی اور امام شاطبی کے علاوہ دیگر علماء رسم ابوداؤد وغیرہ کے مذہب کے مطابق ہیں، البتہ رسم کے علاوہ باقی تمام مسائل چاہے وہ ضبط وشکل سے متعلق ہوں، یا وقوف ورکوعات سے یا پھر تحسین خطوط وسطور اور دیگر جمالیات سے، یہ تمام مسائل توقیفی نہیں بلکہ خالصۃً اجتہادی ہیں، ان مسائل میں بہتری لانے کے لئے مشاورت اور کوشش جاری رہنی چاہیے۔

ہاں البتہ اِن مصاحف میں چند ایک طباعت کی نادانستہ اغلاط ہیں جن کی درستگی کی اشد ضرورت ہے، یہ وہ اغلاط ہیں جن کا شاہ فہد قران کمپلیکس میں چھپنے والے تاج کمپنی (15 سطری) کے مدینہ ایڈیشن میں ازالہ کر دیا گیا ہے، جن کی تعداد دس (10) سے بھی کم ہے، اس لئے شاہ فہد قران کمپلیکس سے چھپا ہوا پاکستانی قرآن پاک رسم عثمانی کے بالکل عین مطابق ہے، البتہ ضبط وشکل اور وقوف دونوں ہی تمام علمائے رسم کے نزدیک اجتہادی ہیں، گو وہ ضبط وشکل جو برصغیر میں طبع شدہ مصاحف میں اختیار کیا گیا ہے وہ عجم حضرات کے مزاج اور ذوق کے عین مطابق ہے، البتہ اس میں بہتری کی

بہت حد تک گنجائش ہے جسکے لئے مشاورت کا عمل جاری رہنا چاہیے۔

شاہ فہد قرآن کمپلیکس نے مشارقہ اور مغاربہ اور دانی اِن سب کے منہج مطابق بے شمار قرآن چھاپ کر دنیا بھر میں مفت تقسیم کیے ہیں، مشارقہ کے روایتِ حفص اور روایتِ دوری بصری میں، اور مغاربہ کے روایتِ قالون اور روایتِ ورش میں اور امام دانی کے روایتِ حفص میں تاج کمپنی مدینہ ایڈیشن کی شکل میں۔

شاہ فہد قرآن کمپلیکس (مدینہ منورہ) جیسے عظیم اور دنیا کی منفرد ادارے کی قرآن پاک کی خدمت کے حوالے سے یہ عظیم کاوشیں تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں لکھی جائیں گی اور ان شاء اللہ رہتی دنیا تک ان خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اِس قرآنی کمپلیکس کے ذمہ داران اور سعودی عرب کے فرماں روا شاہ عبداللہ (مضمون کی اشاعت کے وقت یہ مرحوم ہو چکے ہیں) کی اِن اسلامی اور قرآنی بے لوث خدمات کو اللہ تعالی شرف قبولیت عطا فرمائے، اور اللہ تعالی انھیں مزید قرآن پاک کی خدمت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

توہین رسالت اور مسلمان

برصغیر میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بڑی ایمان افروز تحریکیں چلی ہیں اور خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر جانیں قربان کرنے کی لہو رنگ تاریخ مرتب ہوئی ہے، عام مسلمانوں نے جب بھی دیکھا کہ توہین رسالت کے مجرم کو قانون گنجائش فراہم کر رہا ہے اور انصاف پر قانون کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے تب مسلمانوں نے انصاف خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہے، انہوں نے پھر کسی قانون، کسی کالے ضابطے کی پرواہ نہیں کی۔ انیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں راجپال نامی بدبخت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مشتمل ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے لکھی تھی، انگریز کا قانون نافذ تھا، مسلمان بجا طور پر مشتعل تھے، دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیا گیا تھا اور کسی قسم کے جلسے اور اجتماع کی اجازت نہیں تھی، اس موقع پر خطیب الہند، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے جو تقریر کی اس سے مسلمانوں کے جذبات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، انہوں نے فرمایا:

''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے، پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نااہل ہے اور ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکتا لیکن علمائے کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے، وقت آ گیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے یہیں پرخچے اڑا دیے جائیں۔ میں دفعہ ۱۴۴ کو اپنے جوتے کی نوک تلے مسل کر رکھ دوں گا۔

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں   جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں